Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

سترہواں مسئلہ

فقہ کی چوتھی دلیل

قیاس شرعی

احادیثِ نبویہ کی روشنی میں

اہل حق کا مذہب:

اہلِ حق اہلِ سنت وجماعت کا مذہب یہ ہے کہ فقہ کے دلائل چار ہیں:

(۱) کتابُ اللہ (۲) سنتِ رسول اللہ (۳) اجماعِ امت (۴) قیاس۔

در پیش مسئلے کا حکم کتاب اللہ میں مل جائے تو اس کے مطابق عمل و فتوی ہوگا، کتابُ اللہ میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ میں اس کا حکم تلاش کیا جائے اور اس میں بھی نہ ملے تو اجماعِ امت کا سہارا لیا جائے اور اگر یہاں بھی حکم نہ ملے تو قیاس واجتہاد کے ذریعہ کتاب و سنت و اجماعِ امت سے مسئلے کا حکم نکالا جائے۔

قیاس در اصل کتابُ اللہ یا سنتِ رسول اللہ یا اجماع سے ماخوذ ہوتا ہے اس لیے یہ بجائے خود کتاب وسنت واجماع کے احکام کا کاشف ومظہر ہوتا ہے اور اسی حیثیت سے اسے فقہ کی "دلیل رابع" مانا جاتا ہے۔ لیکن علماے وہابیہ اس کے برخلاف صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی حُجیت کے دعوے دار ہیں اور **قیاس واجماع** کی حُجیت کا انکار کرتے ہیں۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

امام بخاری نے قیاس کی حجیت پر مُہر نبوت ثبت فرمادی:

حالاں کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری شریف میں قیاس کی حُجیت پر ایک باب قائم کیا ہے پھر اس کے تحت دو احادیث نبویہ کی تخریج کر کے اس کی حُجیت پر مہرِ نبوت ثبت فرمادی ہے۔ ہم سب سے پہلے یہاں وہ ترجمۃُ الباب اور دونوں احادیث نقل کرتے ہیں پھر مزید احادیث بھی نقل کریں گے، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

ترجمۃُ الباب کے الفاظ ہیں:

بابُ مَنْ شبَّه أَصْلًا معلومًا بأَصْلٍ مبيَّنٍ قد بَيَّنَ اللهُ حكمَها ليَفْهَمَ السَّائِلُ(۱)

ترجمہ: ایک اصلِ معلوم دوسری اصل کے ساتھ۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے۔ اس لیے تشبیہ دی جائے کہ سائل کو اس کا حکم سمجھ میں آجائے۔

یہ تشبیہ خاص بھی قیاس ہے کہ قیاس کی ایک تعریف اس لفظ سے بھی کی جاتی ہے، چناں چہ جلد ہی ہم مسلّم الثبوت وغیرہ سے اس کی نقل پیش کریں گے۔ اِن شاءَ الله تعالى.

دلائلِ اہلِ سنت

پہلی حدیث: تفہیم امت کے لیے قیاس سے نسب کا اثبات:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ،وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ-صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟»، قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟»، قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا.

قَالَ: «فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، عِرْقٌ نَزَعَهَا، قَالَ: «وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ»، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ.(۲)

---

(۱) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۱۰۸۸، كتاب الاعتصام، مجلس البركات، مبارك فور.

(۲) صحيح البخاري، ج: ۲، ص: ۱۰۸۸، كتاب الاعتصام، باب من شَبَّه أصلا معلوما بأصلِ مبيَّن قد بيّن الله حكمها ليفهم السائل، مجلس البركات، مبارك فور.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عرب دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میری بیوی کے سیاہ فام لڑکا پیدا ہوا ہے، میں اسے اپنا لڑکا نہیں سمجھتا (کہ میں گورا ہوں اور وہ کالا ہے۔) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ عرض کی ہاں! سرکار نے دریافت کیا کہ وہ اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ عرض کی: سرخ رنگ کے۔ حضور نے پوچھا: اونٹوں میں کوئی بھورے رنگ کا بھی ہے؟ عرض کی: کئی ایک اونٹ بھورے رنگ کے ہیں۔ حضور نے پوچھا سرخ اونٹوں میں یہ بھورے رنگ کے کہاں سے آگئے، تم اس بارے میں کیا سمجھتے ہو؟

تو اس شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (اوپر کی پشت میں کوئی اونٹ بھورا ہوگا اس کی) کوئی رگ اسے کھینچ لائی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید یہ بھی (اوپر کی) کوئی رگ ہو جو اسے (گورے رنگ کی جگہ کالے رنگ کی طرف) کھینچ لائی۔

یہاں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھورے اونٹوں سے ان کے سیاہ فام بچے کو تشبیہ دی ہے کہ جیسے سرخ رنگ کے اونٹوں سے بھورے رنگ کا اونٹ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سے سب کو اتفاق ہے۔ یوں ہی گورے رنگ کے ماں باپ سے سیاہ فام بچہ بھی تولد ہو سکتا ہے اور اس سے بھی سب کو اتفاق کرنا چاہیے۔

دوسری حدیث: قیاس سے حق اللہ سے سبک دوشی کی وضاحت:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ، أَفَأَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ، حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟»، قَالَتْ: نَعَمْ،

قَالَ: «اقْضُوا الَّذِي لَهُ، فَإِنَّ اللهَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ».(۱)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کرنے کی منت مانی تھی، مگر وہ حج سے پہلے ہی فوت ہو گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟

حضور نے جواب میں ارشاد فرمایا، ہاں! حج کر سکتی ہو، تم خود بتاؤ کہ تمھاری والدہ کے ذمہ کسی کا

---

(۱) صحیح البخاري، ج: ۲، ص: ۱۰۸۸، کتاب الاعتصام/ باب من شبَّه أصلا معلوما بأصلٍ مبيَّن قد بيّن الله حكمَها ليفهم السائل، مجلس البركات، مبارك فور.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

کچھ بقایا ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی؟ اس خاتون نے عرض کی: ہاں! تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا حق ادا کرو کہ وہ ادا کیے جانے کے لائق زیادہ ہے۔

اس حدیث پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزّ و جلّ کے دَین "حج" کو بندوں کے دَین "بقایا" سے تشبیہ دی ہے اور یہ بتایا ہے کہ جیسے تمھاری ماں کے ذمہ کسی بندے کا دَین (بقایا) ہوتا اور تم ادا کر دیتی تو وہ سبک دوش ہو جاتی ایسے ہی تم جب اپنی ماں کی طرف سے حج کر لوگی تو وہ اللہ عزّ و جلّ کے فریضہ سے سبک دوش ہو جائے گی۔

ان دونوں احادیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیاس بھی فرمایا ہے اور قیاس کی تعلیم بھی دی ہے جس سے قیاس کی حجیت ثابت ہوتی ہے اور اس کا انکار ان احادیث صحیحہ سے اور خود صحیح بخاری و امام بخاری سے انحراف ہے۔

اب کچھ اور احادیث بھی ملاحظہ کریں:

تیسری حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إن امرأة أَتَتْ رسولَ الله -صلّی الله تعالی علیه وسلَّمَ-، فقالت: إن أمّي ماتتْ وعلیها صوم شهر؟

فقال: أرأیتِ، لوکان علیها دینٌ أکنتِ تقضینه؟ قالتْ: نَعَم، قال: فدَینُ الله أحقُّ بالقضاء.[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری ماں کے ذمہ ایک مہینے کا روزہ باقی تھا اور وہ فوت ہو گئیں۔ (تو کیا میں ان کی طرف سے روزے قضا کر سکتی ہوں؟) سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر اس کے ذمہ کسی کا کچھ بقایا ہوتا تو تم اسے ادا کرتی؟ اس خاتون نے عرض کی، ہاں۔ حضور نے فرمایا: تو اللہ کا بقایا (روزہ) زیادہ ادا کیے جانے کے لائق ہے۔

چوتھی حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قال: جاء رجلٌ إلی النّبي -صلّی الله تعالی علیه وسلَّمَ-،

(۱) الصحیح لمسلم، ج:۱، ص:۳۶۲، کتابُ الصِّیَام/ باب قضاءِ الصَّوم عن المیِّت، مجلس البرکات.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

فقال: يا رسولَ الله ، إن أمّي ماتت وعليها صوم شهر، أفأقضيه عنها؟

فقال: لوكان على أمّكَ دينٌ أكنتَ قاضيةً عنها، قال: نعم، قال: فدَينُ الله أحقُّ أن يُقضى.[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسولَ اللہ، میری والدہ کا انتقال ہوگیا اور ان کے ذمہ ایک ماہ کا روزہ باقی تھا توکیا میں ان کی طرف سے (فِدیہ) ادا کردوں؟

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر تیری والدہ کے ذمہ کسی کا کوئی بقایا ہوتا توکیا تم اس کی طرف سے ادا کرتے؟ عرض کیا: ہاں۔ حضور نے فرمایا: تواللہ کا بقایا اس سے زیادہ حق دار ہے کہ ادا کیا جائے۔

پانچویں حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عن أخيه الفضل أنه كان ردْفَ رسولِ الله -صلّى الله تعالى عليه وسلّمَ- غداةَ النحر، فأتتْه امرأة من خثعم فقَالت: يا رسولَ الله، إن فريضة الله في الحج على عبادِهِ أدركتْ أبي شيخا كبيرا لا يستطيع أن يركب، أفاحجُّ عنه؟

قال: نَعَم، فإنه لو كان على أبيك دينٌ قضيتِه.[2]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ان کے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ یوم النحر (دسویں ذی الحجّہ) کی صبح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے پاس قبیلہ خثعم کی ایک خاتون آئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے والد پر بھی حج فرض ہوچکا ہے، وہ بہت بوڑھے ہیں۔ سوار نہیں ہوسکتے، توکیا میں ان کی طرف سے حج (بدل) کرلوں؟

حضور نے فرمایا: ہاں۔ اس لیے کہ اگر تیرے والد کے ذمہ کوئی بقایا ہوتا تو اسے ادا کرتی۔ (اسی طرح اسے بھی ادا کر۔)

---

(۱) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۳۶۲، كتاب الصّيام/ باب قضاءِ الصوم عن الميّت، مجلس البركات.

(۲) سنن ابن ماجه، ص:۳۱۶، ۳۱۷، كتاب المناسك/ باب الحج عن الحيّ إذا لم يستطع، بيت الأفكار الدولية، بيروت، لبنان.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

حضور سید عالم ﷺ نے اپنے آخری جملے سے یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ جیسے تیرے والد کے ذمہ کسی کا بقایا ہوتا اور تم ادا کرتی تو ادا ہو جاتا ویسے ہی اللہ کا بقایا تیرے والد کے ذمہ ہے تم اسے ادا کرو گی تو یہ بھی ادا ہو جائے گا۔

چھٹی حدیث: قیاس کی بنا پر منکرین زکات سے قتال کا فیصلہ اور اجماعِ صحابہ:

عَنِ أبي هُريرة، قال: لمّا تُوفّي رسولُ الله -صلى الله تعالى عليه وسلم- واستُخلِف أبو بكر بعده وكَفَر من كفر من العرب ... فقال أبو بكر: والله لأقاتلنَّ مَن فرّق بين الصّلاة والزّكاة، فإنّ الزكاة حق المال، والله لو مَنعوني عِقالا كانوا يؤدُّونه إلى رسول الله -صلّى الله تعالى عليه وسلَّمَ- فقاتلتُهم على منعه، فقال عمرُ بن الخطاب: فوالله ما هو إلا أن رأيتُ الله قد شرح صدر أبي بكر للقتال، فعرفت أنه الحق.(۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور کچھ عرب (زکات کی فرضیت کا انکار کر کے) کافر ہو گئے.... تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: "اللہ کی قسم، جو لوگ نماز اور زکات کے درمیان فرق کرتے ہیں (کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں مگر زکات کو فرض نہیں مانتے) میں ضرور ان لوگوں سے جہاد کروں گا کہ بے شک زکات مال کا حق ہے، خدا کی قسم، اگر یہ لوگ اونٹ باندھنے کی وہ رسی بھی مجھ سے روک لیں گے جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے جہاد کروں گا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم، حضرت ابوبکر صدیق نے یہ فیصلہ یوں ہی نہیں کر لیا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ان کا سینہ جہاد کے لیے کھول دیا تو مجھے یہ عرفان حاصل ہو گیا کہ بے شک یہ فیصلہ حق ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرینِ زکات سے جہاد کا محکم فیصلہ اس لیے فرمایا کہ نماز

---

(۱) ❀ الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۳۷، كتاب الإيمان، مجلس البركات، مبارك فور.
❀ صحيح البخاري، ج:۲، ص:۱۰۸۱، كتاب الاعتصام/ باب الاقتداء بسُنَنِ رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-، مجلس البركات، مبارك فور.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

اور زکات کے احکام میں فرق نہیں کیا جا سکتا۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے نماز فرض ہے ویسے ہی زکات بھی فرض ہے، دونوں قیامت تک کے لیے فرض قطعی ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے وصال کی وجہ سے زکات کی فرضیت منسوخ نہیں ہوئی، جیسے نماز کی فرضیت منسوخ نہیں ہوئی۔ اس لیے اگر کوئی نماز کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ کافر و مرتد ہے اور اس سے جہاد لازم ہے یوں ہی اگر کوئی زکات کی فرضیت کا انکار کرے تو وہ بھی کافر و مرتد ہو جائے گا اور اس سے جہاد لازم ہوگا۔(۱)

یہ نماز پر زکات کا قیاس ہے جس سے عامۂ صحابۂ کرام بشمول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتفاق کیا۔ اس طرح قیاس کی حجیت پر عہد صدیقی میں ہی اجماع ہو گیا۔

ساتویں حدیث: اجتہاد و قیاس سے فیصلہ کے عزم پر رسول اللہ کا الحمد للہ پڑھنا:

عن ناسٍ مِن أصحابِ مُعاذ، من أهل حمص عن معاذ بن جبل أنّ رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلَّم-: لـمّا بعثهُ إلى اليمن، قال: كيف تقضي إذا عرض لك قضاءٌ؟ قال: أقضي بكتاب الله، قال : فإن لم تجد في كتاب الله، قال: فبِسُنَّةِ رسول الله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- ، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- ، قال: أجتهد رأيي و لا آلو.

قال: فضرب رسولُ الله -صلّى الله تعالى عليه وسلَّم- علىٰ صدره و قال: الحمدُ لله الذي وفّق رسولَ رسولِ الله لما يرضىٰ به رسولُ الله. رواه الترمذي و أبو داود و الدّارمي.(۲)

---

(۱) جِہاد: خلیفۃ المسلمین یا اس کے ماذون کا کام ہے۔ جو مسلمان ہو، نماز اور روزے کی فرضیت کا قائل ہو، پھر بعد میں کسی ایک کے فرض ہونے کا انکار کر دے، اس کے بارے میں یہ گفتگو ہے۔ ۱۲ منہ

(۲) مشكاة المصابيح، ص: ۳۲٤، باب العمل في القضاء و الخوف منه، الفصل الثاني، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ جامع الترمذي، ج: ۱، ص: ۱۵۹، أبواب الأحكام عن رسول الله -صلى الله تعالى عليه وسلم-/ باب ما جاء في القاضي كيف يقضي، مجلس البركات، مبارك فور.

❀ سنن أبي داود، ص: ۳۹۷، كتاب الأقضية/ باب اجتهاد الرائ في القضاء، بيت الأفكار، بيروت.

❀ سنن الدارمي، ج: ۱، ص: ۲٦۷، كتاب الفتيا وما فيه من الشدة، دار المغني للنشر والتوزيع.

❀ السنن الكبرىٰ للإمام البيهقي، ج: ۱، ص: ۱۱٤، كتاب أداب القاضي/ باب ما يقضي به القاضي و يفتي، مجلس دائرة المعارف، حيدر أباد

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

ترجمہ: حمص کے رہنے والے متعدّد اصحابِ مُعاذ سے روایت ہے کہ حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جب انھیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو ان سے دریافت کیا کہ جب تمھارے سامنے کوئی مقدمہ آئے گا تو فیصلہ کیسے کروگے؟ عرض کی: اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ حضور نے پوچھا: کتاب اللہ میں حکم نہ ملے تو؟ عرض کی سنتِ رسول اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر سنتِ رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کروگے؟ عرض کیا: کتاب وسنت سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی سستی نہیں برتوں گا۔

حضرت مُعاذ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر ان کے سینے پر مارا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ "تمام تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے رسول اللہ کے مبعوث کو اُس طریقے کی توفیق عطا فرمائی جس سے رسول اللہ ﷺ راضی ہیں۔"

اس حدیث کو امام ترمذی وابوداؤد اور دارمی نے روایت کیا۔

اس حدیث کے بارے میں کلام ہے بعض نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں اور بعض نے کہا صحیح ہے مگر اس حدیث کو تلقّی بالقبول حاصل ہے، نیز مشہور ہے، معنیً متواتر ہے اس لیے معتدل رائے یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح و حجت ہے، جیسا کہ تقلید کی بحث میں حاشیے میں اس پر گفتگو ہے۔

اجتہاد کے عموم میں "قیاس" بھی شامل ہے علاوہ ازیں جب قضیہ کا حکم کتاب وسنت میں نہ ملے تو وہاں اجتہاد قیاس کے لیے متعیّن ہو جاتا ہے اور یہاں یہی صورت ہے اس لیے ثابت ہوا کہ قیاس حجت ہے۔

یہاں قیاس واجتہاد کا ذکر سنت کے بعد ہے جب کہ اس کا رتبہ اجماع کے بعد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عہدِ رسالت میں اجماع کی حاجت نہ تھی، کسی بھی مسئلے میں صحابہ، سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف رجوع کرتے اور آپ رہنمائی فرما دیتے تو اس عہدِ مبارک میں سنت کی وجہ سے اجماع سے بے نیازی تھی۔

آٹھویں حدیث: حدِ خمر کے ثبوت میں مولائے کائنات کا قیاس اور اجماعِ صحابہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ الشُّرَّابَ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بِالأَيْدِي وَالنِّعَالِ وَالْعَصَا، حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-،

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

وَكَانُوا فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ- أَكْثَرَ مِنْهُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ وَسَلَّمَ-.

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ-: لَوْ فَرَضْنَا لَهُمْ حَدًّا، فَتَوَخَّى نَحْوًا مِمَّا كَانُوا يُضْرَبُونَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ واٰلِهِ وَسَلَّمَ-، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ- يَجْلِدُهُمْ أَرْبَعِينَ حَتَّى تُوُفِّيَ، ثُمَّ قَامَ مِنْ بَعْدِهِ عُمَرُ فَجَلَدَهُمْ كَذٰلِكَ أَرْبَعِينَ، حَتَّى أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ وَقَدْ كَانَ شَرِبَ، فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُجْلَدَ، فَقَالَ: لِمَ تَجْلِدُنِي؟ بَيْنِي وَبَيْنَكَ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

فَقَالَ عُمَرُ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ-: فِي أَيِّ كِتَابِ اللهِ تَجِدُ أَنِّي لَا أَجْلِدُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ "لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا"(١) الآيَة، فَأَنَا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، ثُمَّ اتَّقَوا وَآمَنُوا، ثُمَّ اتَّقَوا وَأَحْسَنُوا، شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ -صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ.

فَقَالَ عُمَرُ -رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ-: أَلَا تَرُدُّونَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ هٰذِهِ الآيَاتِ أُنْزِلَتْ عُذْرًا لِلْمَاضِينَ وَحُجَّةً عَلَى الْبَاقِينَ.

(فعذرُ المَاضِين:، بأنّهم لَقوا اللّٰهَ قبلَ أن تُحرَّم عليهم الخمرُ -وحجةٌ على الباقين- السُّنن الكبرىٰ للنسائي، ج:٥، ص:١٣٧، ١٣٨، كتاب الحدّ في الخمر)

لِأَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، يَقُولُ: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ"(٢) الآية، ثُمَّ قَرَأَ حَتَّى أَنْفَذَ الآيَةَ الآخْرىٰ: "لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا"(٣) فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ الْخَمْرُ،

فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: صَدَقْتَ فَمَاذَا تَرَوْنَ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:

نَرَى أَنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ، وَإِذَا سَكِرَ هَذَى، وَإِذَا هَذَى افْتَرَى، وَعَلَى الْمُفْتَرِي ثَمَانُونَ جَلْدَةً فَأَمَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجُلِدَ ثَمَانِينَ.

---

(١) القرأن الحكيم، سورة المائدة: ٥، الأية: ٩٣.
(٢) القرأن الحكيم، سورة المائدة: ٥، الأية: ٩٠.
(٣) القرأن الحكيم، سورة المائدة: ٥، الأية: ٩٣.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

قَالَ الحاكمُ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وقال الحافظ الذهبي: صحيح.[1]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شراب نوش رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہاتھ، جوتے اور لاٹھی سے پیٹے جاتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں شراب نوش عہد رسالت سے بھی زیادہ ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "اگر ہم ان کے لیے کوئی سزا مقرر کر دیتے تو مناسب ہوتا۔" پھر انھوں نے اس امر کی تفتیش کی کہ شراب نوشوں کو عہد رسالت میں کتنے کوڑے مارے جاتے تھے۔ اس کے بعد وہ انھیں چالیس کوڑے مارتے یہاں تک کہ پردہ فرما گئے۔ پھر آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور وہ بھی عہدِ صدیقی کی روایت کے مطابق چالیس کوڑے مارتے۔

یہاں تک کہ مُہاجرین اوّلین میں سے ایک صحابی- جو شراب پیے ہوئے تھے- آپ کی عدالت میں لائے گئے تو حضرت عمر نے حکم دیا کہ انھیں کوڑے مارے جائیں۔ تو وہ صحابی بولے کہ آپ مجھے کوڑے مارنے کا حکم کیوں دے رہے ہیں، میرے اور آپ کے درمیان فیصل اللہ عزوجل کی کتاب "قرآن مقدس" ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ کتابُ اللہ کی کس آیت میں ہے کہ میں تجھے کوڑے نہ ماروں؟ تو صحابی نے جواب دیا کہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

"جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے انھوں نے جو کچھ چکھا ان پر کچھ گناہ نہیں"۔

اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے، اور عمل صالح کیے، پھر تقویٰ شعار ہوئے اور ایمان پر قائم رہے، پھر ڈرے اور نیک رہے، میں غزوۂ بدر، حُدَیبیہ، خندق اور دوسرے مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضرین سے فرمایا کہ آپ لوگ اس کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے؟ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیات گزرے ہوئے صحابہ کی صفائی اور (بعد کی آیات) موجودہ صحابہ کی حجت کے طور پر نازل ہوئی ہیں۔ گزرے ہوئے صحابہ کی صفائی میں یوں ہے کہ وہ حضرات شراب کی

---

(۱) ❀ المستدرك على الصحيحين مع تلخيص الذهبي، ج: ٤، ص: ٣٧٥-٣٧٦، كتاب الحدود/ كان الشُّرَّاب يضرب على عهد النبي بالأيدي والنِّعال، مجلس دائرة المعارف، حيدر آباد.

❀ السُّنن الكبرىٰ للنسائي، ج: ٥، ص: ١٣٧، ١٣٨، كتاب الحدِّ في الخمر/ بابُ حدِّ الخمر، رقم الحديث: ٥٢٦٩، مؤسّسة الرسالة، بيروت

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

حرمت سے پہلے اللہ عزوجل سے جا ملے اور موجودہ صحابہ کے لیے حجت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "شراب اور جوا اور بُت اور پانسے ناپاکی ہیں، شیطان کے کام ہیں۔"

پھر آپ نے دوسری آیت آخر تک پڑھی: اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے، پھر ڈرے اور ایمان لائے، پھر ڈرے اور اچھے کام کیے۔" تو اللہ عزوجل نے شراب پینے سے ممانعت فرمادی (لہٰذا اب جو شراب پیے وہ صالح و متقی نہیں کہ حکم حرمت نازل ہونے کے بعد شراب پینا گناہ ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا، اب آپ لوگوں کی رائے کیا ہے؟

اس کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"میری رائے یہ ہے کہ جب کوئی شراب پیے گا تو نشے سے مدہوش ہوگا اور جب مدہوش ہوگا تو بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو تہمت لگائے گا اور تہمت لگانے والے کی سزا اسّی (۸۰) کوڑے ہے۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے شرابی کو اسّی کوڑے مارے گئے۔

امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی ہے، امام ذہبی نے بھی اپنی تلخیص میں اسے صحیح کہا۔

مولائے کائنات کے قیاس کی تشریح اور اصحابِ رسول کا اجماع:

یہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیاس ہے، جس کی بنیاد "اصلِ منصوص" کے ساتھ "اصلِ غیر منصوص" کی خصوصی مشابہت پر ہے۔ اس کا ذکر امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

"مَنْ شَبَّهَ أَصْلاً مَعْلُوْماً بِأَصلٍ مُّبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللهُ حُكمَهَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ."

ترجمہ: ایک اصلِ معلوم کو "دوسری اصل" کے ساتھ۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے۔ اس لیے تشبیہ دی جائے کہ سائل اس کا حکم سمجھ جائے۔

اور یہ قیاس کی اس تعریف کے عین مطابق ہے: القياسُ: تشبيهُ الفرعِ بالأصلِ في علّة حكمه.[1]

ترجمہ: فرع کو اصلِ منصوص کے حکم کی علت میں اصل کے مشابہ قرار دینا "قیاس" ہے۔

(۱) مسلم الثبوت وفواتح الرحموت، ج:۲، الأصل الرابع: القياس، دار إحياء التراث العربي، بيروت.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

یہ "تشبیہِ خاص" شراب نوشی کے اس مسئلے میں بھی پائی جا رہی ہے۔ یہاں "دوسری اصل" جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے وہ حدِّ قذف ہے اور "اصلِ معلوم" جس کا حکم کتاب و سنت میں مذکور نہیں "حدِ شربِ خمر" ہے مگر "شربِ خمر" کا انجام چند واسطوں سے قذف ہوتا ہے اس حیثیت سے یہ قذف کے مشابہ ہے۔ بلفظ دیگر حدّ قذف کی علت قذف ہے یعنی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، اور "شربِ خمر" حدِ قذف کی علت ہونے میں "قذف" کے مُشابہ ہے۔ یہاں اصل منصوص "قذف" ہے اور فرع "شُربِ خمر" اور حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "شربِ خمر" کو قذف کے مُشابہ ٹھہرا کر اس پر قذف کا حکم جاری کیا ہے تو اس طرح یہ قیاسِ شرعی ہوا، اس بحث کی احادیث نمبر ایک تا چھ میں بھی قیاساتِ شرعی کی بنیادوں میں یہی "تشبیہِ خاص" کار فرما ہے۔

پہلے سے شرابی کو کوڑے مارنے کی سزادی جاتی تھی مگر اسّی کوڑے مقرر نہ تھے اس لیے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں صحابہ سے رائے طلب کی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رائے پیش کی اور شراب نوشی کو قذف کے مُشابہ ٹھہرا کر اس کو قاذف کے حکم میں رکھا، اس پر کسی صحابی نے نکیر نہیں کی۔ یہاں تک کہ جو صحابی شراب نوشی میں ماخوذ تھے اور خود بھی کتاب و سنت پر گہری نظر رکھتے تھے انھوں نے بھی کوئی نکیر نہ کی، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حد قائم کردی تاہم سب خاموش رہے تو رائے یا قیاس کی حُجیت پر یہ اصحاب رسول کا اجماع ہوا۔

نویں حدیث: قیاس سے ایک مسئلے کی تفہیم:

عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيدٍ ، قَالَ : ذَكَرَ النَّبِيُّ -صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وسَلَّمَ- شَيْئًا ، فَقَالَ : وَذَاكَ عِنْدَ أَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ ، وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ ، وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ ، وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا ، وَيُقْرِئُهُ أَبْنَاؤُنَا أَبْنَاءَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ:ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا ابنَ أُمِّ لبيد، إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ ، أَوَلَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ ، وَالنَّصَارَى ، يَقْرَؤُونَ التَّوْرَاةَ ، وَالإِنْجِيلَ لَا يَنْتَفِعُونَ مِمَّا فِيهِمَا بِشَيْءٍ ؟"(۱)

(۱) ❀ مسند الإمام أحمد بن حنبل، ص: ۱۲۵۹، مسند الشاميين/ حديث زياد بن لبيد، رقم الحديث: ۱۷۶۱۲، بيت الأفكار الدولية.
❀ سنن ابن ماجه، ص: ۴۳۵، كتاب الفتن / باب ذهاب القرآن والعلم.
❀ جامع الترمذي، عن أبي الدرداء، بمعناه، ج:۲، ص:۹۰، أبواب العلم/ باب ما جاء في ذهاب العلم، مجلس البركات، مبارك فور.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

ترجمہ: سالم بن ابو الجعد سے روایت ہے کہ حضرت زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علم کے چلے جانے کا ذکر فرمایا، تو ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ، علم کیسے چلا جائے گا حالاں کہ ہم لوگ قرآن پڑھتے اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا۔ (کہ قرآن محفوظ رہے گا جیسا کہ اللہ کا وعدہ ہے۔)

تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اے اُمِّ لبید کے بیٹے، تجھے تیری ماں کھوئے، میں تو تجھے مدینہ طیبہ کے اصحابِ فقہ وفہم میں شمار کرتا ہوں، کیا یہ یہود ونصاری تورات وانجیل نہیں پڑھتے لیکن وہ ان کی تعلیمات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں یہ بتایا ہے کہ جیسے یہود ونصاری نے تورات وانجیل کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا تو ان کے درس وتدریس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ویسے ہی تم لوگ بھی قرآن کی تعلیمات پر عمل نہیں کروگے تو تمھارے درس وتدریس سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ کھلے طور پر قیاس ہے۔

یہ نو احادیث شریفہ ہیں جن سے قیاس کے جواز وحُجیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیاس کی حُجیت پر صحابۂ کرام کا اجماع بھی ہے۔ مسلم الثبوت وفواتح الرحموت میں قیاس کی حُجیت پر یہ دلائل قائم کیے گئے ہیں:

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان یہ بات بغیر کسی نکیر کے عام وشائع تھی کہ وہ قیاس سے استدلال فرماتے اور دلائل میں تعارض کے وقت قیاس سے ترجیح دیتے تھے اور باقی صحابہ کا سکوت قیاس سے استدلال وترجیح پر اتفاق کی وجہ سے تھا اس لیے کہ اس طرح کی دلیل پر سکوت بغیر موافقت کے نہیں ہوتا۔ چناں چہ افضلُ البشر بعدَ الانبیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرینِ زکات سے جہاد کے بارے میں نماز پر زکات کو قیاس کیا جس کی طرف صحابہ نے رجوع کیا، اسے تسلیم کیا اور یہ ان کی طرف سے قیاس کی حجیت پر اجماع ہے۔

نیز ایک قضیہ میں حضرت صدیق اکبر نے نانی کو نانی کا وارث قرار دیا اور دادی کو پوتے کی میراث سے محروم ٹھہرایا تو عبد الرحمن بن سہل یا خود دادی نے کہا کہ آپ نے جس عورت (دادی) کو محروم کیا ہے اگر یہاں وہ عورت فوت ہوئی ہوتی تو پوتا اس کے کُل مال کا وارث ہوتا تو انھوں نے دونوں عورتوں (نانی

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

اور دادی) کو سُدُس (۱/۶) میں برابر کا حق دار بنا دیا۔" (۱)

اس طرح انھوں نے اس قائل کے قیاس پر عمل کیا اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شارب کو حد لگانے کے بارے میں قاذف پر قیاس کیا اور اس پر صحابہ کرام نے اجماع فرمایا۔ (۲)

سنن و آثار کا یہ سلسلہ خاصا طویل ہے، ہم نے یہاں ان کا ایک انتخاب پیش کیا ہے جن سے بجا طور پر ایک مُنصف کے نزدیک یہ ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ قیاسِ شرعی حجت ہے اس سے خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لیے استناد فرمایا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کثیر مواقع پر اسے دلیل شریعت کے طور پر پیش کیا ہے۔ حق یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہر ارشاد ہمارے لیے حجت ہے مگر آپ کے کچھ ارشادات قیاس کی شکل میں ہیں تا کہ امت کو اس سے قیاس کی حُجیت معلوم ہو جائے۔

---

(۱) دسویں حدیث:

مجھے حدیث ان الفاظ میں ملی:

عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ: أَتَتِ الْجَدَّتَانِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الأُمِّ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا. (موطا الإمام مالك، ج:٣، ص:٧٣٣، كتاب الفرائض/ باب ميراث الجدة، أبو ظهبي. والسُّنَنُ الكبرى للبيهقي، ج:٦، ص: ٢٣٥، كتاب الفرائض/ باب فرض الجدة والجدتين، حيدرآباد)

ترجمہ: امام مالک روایت کرتے ہیں یحییٰ بن سعید سے، وہ قاسم بن محمد سے، وہ فرماتے ہیں کہ دادی اور نانی دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اپنے پوتے اور ناتی کے ترکے میں حصے کے لیے آئیں، حضرت صدیق نے نانی کو ایک سُدُس دینا چاہا تو ایک انصاری نے عرض کی، حضور آپ دادی کو محروم کر رہے ہیں حالاں کہ اگر یہ دونوں فوت ہو جاتیں اور یہ لڑکا زندہ ہوتا جوان کا ناتی، پوتا ہے تو وہ اپنی دادی کا وارث ہوتا (اور نانی کے ترکے سے محروم ہوتا) تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں کے درمیان سُدُس کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔

یہاں انصاری کا استدلال رائے وقیاس پر مبنی تھا کہ نانی اس مسئلے میں فوت ہوئی ہوتی تو یہ لڑکا ناتی ہونے کی حیثیت سے اس کا وارث نہ ہوتا اور دادی فوت ہوئی ہوتی تو اس کا وارث ہوتا تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ لڑکے کے فوت ہونے کی صورت میں جب نانی کو اس لیے اس کے ترکے سے حصہ مل رہا ہے کہ وہ اس کی جدّہ ہے تو دادی کو بھی ضرور اس کے ترکے سے حصہ ملنا چاہیے کہ وہ بھی اس کی جدہ ہے اور میت سے دونوں کی قرابت یکساں ہے اور دادی فوت ہوتی تو وہ اس کے ترکے سے حصہ بھی پاتا۔

الغرض حدیث کے الفاظ یہ ہوں یا وہ جو مسلم الثبوت میں ہیں دونوں صورتوں میں حضرت صدیق اکبر نے ایک فقیہ کے قیاس کو تسلیم کر کے فیصلہ صادر فرمایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے قیاس کو حجت تسلیم کیا۔ ۱۲ منہ

(۲) فواتح الرحموت مع مسلم الثبوت (مترجما وملتقطا)، ج:۲، ص: ۳۷۶، ۳۷۷، الأصل الرابع: القياس/ مسئله: التعبُّد بتحصيل القياس والعمل بمقتضاه واقع، دار النفائس، الرياض.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

فرقہ وہابیہ کا موقف:

اس کے بر خلاف فرقہ وہابیہ کے اساطین اس کی حجیت کا انکار کرتے ہیں، چناں چہ نواب وحید الزماں حیدر آبادی (م:۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) لکھتے ہیں:

● الإلهَامُ ليس بحجة شرعية... و كذلك الإجماعُ الظني والقياس.[1]

ترجمہ: الہام حجت شرعی نہیں ہے...یوں ہی اجماع ظنی اور قیاس بھی حجت شرعی نہیں۔

یہی نواب صاحب اپنی ایک دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

الإلهَامُ ليس بحجة شرعية و كذلك الإجماع الظني و القياس.[2]

ترجمہ: اور الہام دلیل شرعی نہیں یوں ہی اجماع ظنی اور قیاس بھی۔

نواب نور الحسن خاں بن نواب صدیق حسن خاں (م۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء) لکھتے ہیں:

● اُدلۂ دین اسلام وملتِ حقۂ خیر الانام منحصر در دو چیز ست، یکے: کتاب عزیز و دیگر: سنت مطہرہ۔ وماورائے این دو ہر کدام حجت نیرہ وبرہانِ قاطع نیست، وبریں گزشتہ اند خیر القرون از صحابہ وتابعین وتبع ایشاں باحسان۔[3]

ترجمہ: دین اسلام اور خیر الانام ﷺ کی ملت حقہ کے دلائل دو چیزوں میں منحصر ہیں۔ **ایک** کتاب عزیز اور **دوسری** سنت مطہرہ۔ اور ان دو کے سوا کوئی بھی چیز حجتِ نیّرہ وبرہان قاطع نہیں ہے اسی پر خیر القرون- صحابہ وتابعین وتبع تابعین- کا عمل رہا ہے۔

لہٰذا اجماع وقیاس دلیل شرع نہ رہے۔

محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہابیہ غیر مقلدین کے عقائد شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ششم: مجتہد کا قیاس شریعت میں قابل اعتبار کے نہیں ہے، چناں چہ کتاب معیار الحق کے صفحہ ۷۹ میں اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ میں مرقوم ہے۔[4]

---

(۱) كنز الدقائق من فقه خير الخلايق، ص:۷، كتاب الإيمان، مطبع شوكة الإسلام، بينگلور.

(۲) نُزُل الأبرار من فقه النبي المختار، ص: ٦، كتاب الإيمان، سعيد المطابع، بنارس.

(۳) عرف الجادی من جنان هدي الهادي، ص: ۳، مطبع صدیقی، بهو پال.

(٤) جامع الشواهد، ص: ١١، كتب خانه امجديه، بستی.

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com
MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

یہ بڑے بڑے علمائے غیر مقلدین کی تصریحات ہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر ساتھ ہی درج بالا احادیث وآثار سے انحراف بھی کرتے ہیں کیوں کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں جن احادیث کا مطالعہ کیا ہے ان سے مطلقاً قیاس کا حجت شرعی ہونا ثابت ہوتا ہے خواہ قیاس ظنی ہو یا قطعی، بلکہ حق یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے جو قیاسات منقول ہوئے وہ سب ظنی ہیں، یہاں تک کہ حضور سید عالم ﷺ نے ثبوت نسب کے لیے بھورے رنگ کے اونٹوں پر سیاہ فام لڑکے کا جو قیاس فرمایا ہے وہ بھی ظنی ہے۔

قیاس شرعی کی حیثیت دلیل ظنی کی ہے گو بعض اوقات یہ قطعی بھی ہوتا ہے۔(۱)

قیاسِ مذموم سے اشتباہ نہیں ہونا چاہیے:

اب تک کی ساری گفتگو کا تعلق "قیاس شرعی" سے تھا جس کے لیے یہ لازم ہے کہ کوئی فقیہ مجتہد ہی شرائط معروفہ کی رعایت کے ساتھ یہ کارِ اہم انجام دے۔ اس کے مقابل ایک مذموم عمل بھی اسی سے ملتا جلتا پایا جاتا ہے جس پر بظاہر قیاس کا شبہہ ہوتا ہے اسے ہم "قیاس فاسد" اور "قیاس مذموم" کے نام سے موسوم کرتے ہیں اس میں قیاس شرعی کے شرائط کی رعایت نہیں ہوتی۔ اس کو مختصراً یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جو قیاس کتاب وسنت اور اجماع امت سے ماخوذ ہو، ان کے موافق ہو وہ قیاس شرعی ہے اور جو اس کے خلاف ہو وہ قیاس مذموم ہے اس کو ایک واقعہ کی روشنی میں سمجھیے:

ایک شخص نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مسئلے پر دوسرے مسئلے کو قیاس کرتے ہوئے دیکھا، تو چلانے لگا کہ اس فاسق کو چھوڑ دو، سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس ہے۔

امام صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے شخص تو نے بے محل کلام کیا، ابلیس نے

---

(۱) مسلم الثبوت وفواتح الرحموت میں ہے:

(وحكمه) أي حكم القياس (ثبوت حكم الأصل في الفرع والظن به بعد النظر، لا القطع) به (وإن قطع بمقدماته ومراده) ... فإذا قطع بالعلّية وجب القطع البتة، واعتبر بدلالة النص، فإنها إنما توجب القطع لكون العلّة هناك مقطوعة إه ملتقطا. (ج:۲، ص:۳۰۷، الأصل الرابع: القياس).

منار ونور الانوار میں ہے:

والأصل الرابع: القياس .... المستنبط من هذه الأصول الثلاثة، ولم يقل: إن أصول الشرع أربعة، الكتاب والسنة والإجماع والقياس. ليكون تنبيها على أن الأصول الأُوَل قطعية والقياس ظني. وهذا باعتبار الأغلب والأكثر وإلا فالعام المخصوص منه البعض وخبر الواحد ظني والقياس بعلة منصوصة قطعي. إه ملتقطا. (نور الأنوار، ص: ۷، ۸، مجلس البركات، مبارك فور)

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar

Ataunnabi.com

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA25)

اپنے قیاس کے زور سے امرالہی کو رد کیا جس کی صراحت قرآن شریف میں موجود ہے، اس لیے وہ کافر ہو گیا اور ہمارا قیاس اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل ہے کیوں کہ ہم قرآن شریف، حدیث شریف اور فقہاے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالی عنہم کے اقوال کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم اتباع شرع کا قصد کرتے ہیں۔ تو ہم اور ابلیس ملعون دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ تو اس شخص نے کہا کہ میں غلطی پر تھا، میں نے توبہ کی، اللہ تعالی آپ کے دل کو روشن کرے جس طرح آپ نے میرا دل روشن کیا۔(۱)

یا جیسے سود خوروں کا بیع پر سود کا قیاس، جس کا ذکر قرآن مقدس میں اس طرح ہے: ''قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا''(۲) بولے بیع ربا ہی کی مثل ہے، تو قرآن نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ''وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا''(۳) اور اللہ نے تو بیع کو حلال اور ربا کو حرام کیا۔

اس قیاس کی مذمت میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک ترجمۃ الباب قائم کر کے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ حدیث نقل کی ہے:

''علما کے دنیا سے چلے جانے کے بعد جاہل لوگ بچ جائیں گے يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَايِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ۔ ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا تو وہ لوگ اپنی رائے و قیاس سے فتوی دیں گے، اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔(٤)

ظاہر ہے کہ شرعی مسائل کے لیے جاہلوں کا قیاس مذموم ہی ہوگا، اب اگر یہی حکم کوئی فقہاے مجتہدین کے قیاسات شرعی پر بھی جاری کرے تو قطعاً قرین انصاف نہ ہوگا۔ قیاس فاسد پر گفتگو ہمارے موضوع بحث سے خارج ہے، تاہم اس قدر بیان ناگزیر تھا تاکہ ہمارے قارئین آگاہ رہیں اور ایسے قیاس کی مذمت میں جو آثار وارد ہیں ان سے کسی کو تشابہ نہ لگے۔

---

(۱) جواهر البيان ترجمہ اردو الخيرات الحسان، ص:۲۶، گیارہویں فصل بناے مذہب امام کے بارے میں، مترجم: ملک العلما مولانا ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ، استانبول، ترکی۔

(۲) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الآية: ۲۷۵۔

(۳) القرآن الحكيم، سورة البقرة: ۲، الآية: ۲۷۵۔

(٤) صحيح البخاري، ج:۲، ص:۱۰۸٦، كتاب الاعتصام/ باب ما يذكر من ذم الرائ وتكلف القياس، مجلس بركات، مبارك فور۔

For More Books Click To Ahlesunnat Kitab Ghar